مکتوبات شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ، ایک تجزیاتی مطالعہ

Maktoobat (Letters)Sheikh ul Hadith Maulana Zakaria Kandhlavi:An Analytical Study

Dr Muhammad Inamullah
Lecturer, Department of Islamic Studies, Abbottabad University of Science and Technology, Abbottabad
Email: inam@aust.edu.pk
Mufti Muhammad Waliullah
Principal, Jamia Zakariya Uloom Al-Islamiyya Wal-Arabiya, Batgram
Email: walimadani90@gmail.com
Mufti Muhammad Sanaullah
Lecturer, Jamia Zakariya Uloom al-Islamiyyah and Arabic, Batgram
Email: sanahazarwi992@gmail.com

Abstract

Shaikh Zakaria Kandahlavi was a renowned scholar, muhadiths and sufi of sub-continent. Kandahlavi serving in all fields of Islamic studies ,did his best to purify the chishti mysticism from all the anti-shari'ah customs .He used to stress upon his pupils and Muridin to keep their attention to get the outcome of all the different Ashghal which is clearly the pleasure of Allah.In this regard ,this article presents an analytical study of his letters which he wrote to his Muridin ,pupils and followers.

مکتوبات شیخ الحدیث، برصغیر پاک وہند کے عظیم محدث، مصنف، مدرس اور شیخ طریقت حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے ان مکاتیب کا مجموعہ ہے جو انہوں نے اپنے مریدین کو تحریر کیے ہیں جنہیں آپ کے خلیفہ ڈاکٹر اسماعیل میمن صاحب نے جمع کرکے ترتیب دیاہے جس کے اندر اصطلاحات تصوف کی توضیح، مریدین کے احوال وواردات کے جوابات، مشکلات القرآن والحدیث کا حل، فقہی استفسارات کا حل وغیرہ کا حل موجودہے، جس سے واضح ہوجاتاہے کہ آپ جہاں ایک عظیم محدث، مصنف اور مدرس تھے وہاں آپ ایک عظیم مرشد اور شیخ طریقت بھی تھے۔

ذیل میں پہلے آپ کا مختصر سوانح عمری اور سلوک اور تصوف میں آپ کی خدمات بیان کی جائیگی اس کے بعد مکاتیب سے تصوف سے متعلق امور کا جائزہ لیا جائیگا۔

سوانح عمری

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کا مختصر تعارف:

آپؒ کا شمار برصغیر پاک وہند کے عظیم محدثین میں ہوتا ہے، آپؒ کی ولادت 11 رمضان المبارک 1315ھ، بمطابق 2 فروری 1898 میں کاندھلہ ضلع مظفر نگر یوپی انڈیا میں ہوئی،[1]، قرآن پاک کی تعلیم والد محترم سے حاصل کی، حفظ کے بعد بہشتی زیور اور فاری کی اکثر کتابیں اپنے چچا جان مولانا محمد الیاسؒ سے اور صرف ونحو کی ابتدائی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں، 1328ھ میں مظاہر العلوم سہارنپور سے باقاعدہ عربی تعلیم کا آغاز کیا اور صرف نحو، ادب ومعانی کی کتابیں اپنے والد کی زیر نگرانی تکمیل کو پہنچائیں، 1333ھ میں دورہ حدیث شریف کی ابتداء کی، ابن ماجہ کے علاوہ تمام کتب حدیث اپنے والد ماجد مولانا محمد یحیٰی صاحب سے پڑھیں ابن ماجہ مولانا ثابت علیؒ سے پڑھی، اس سال مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ تحریک ریشمی رومال میں نظر بند تھے، چنانچہ دوبارہ بخاری وترمذی شریف ان سے ان کی آمد پر پڑھیں[2]، 1916 میں تعلیم سے فراغت کے بعد مظاہر العلوم میں مدرس مقرر ہوئے[3]، شعبان 13338ھ میں اپنے استاد ومرشد مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ[4] کی معیت میں حجاز مقدس تشریف لے گئے[5] اور "بذل المجہود شرح ابوداود" کی تکمیل میں ان کی مدد کی، محرم 1340ھ میں تشریف لائے[6]، درس وتدریس کے انہماک کے ساتھ حدیث وعلوم حدیث آپؒ کا اصل ذوق، موضوع اور محنت وتحقیق کا میدان تھا اور اس کو آپ تقرب الی اللہ اور تقرب الی الرسول ﷺ کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھتے تھے، آپؒ نے اپنی زندگی میں 103 کتابیں تصنیف کیں جن میں اگر صرف ایک "اوجز المسالک الی مؤطا امام مالک" کو لیا جائے تو یہ آپ کو علوم حدیث میں عظیم مصنف بنانے اور اس کے محققین میں شامل کرنے کیلئے کافی ہے۔ 1388 تک تدریس کا یہ سلسلہ جاری رہا لیکن 1388 میں آنکھوں میں نزول آب شروع ہو گیا جس کی وجہ سے تدریس حدیث بند کر دیا لیکن درس روحانی میں شرکت کرنے والوں کا اضافہ ہوتا رہا اور جو وقت پہلے دار الحدیث کی چہار دیواری میں محبوس ہو جایا کرتا تھا وہ اب ایک عالم کی تربیت اور تصفیہ قلب وتزکیہ نفس میں خرچ ہونے لگا، زندگی کے آخری ایام میں مدینہ منور ہجرت فرمائی اور 2 شعبان 1402ھ بمطابق 25 مئی 1982 آپؒ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

مکتوبات شیخ الحدیث–ایک تعارف

مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے مکتوبات کو مختلف اوقات میں مختلف لوگوں نے جمع کرکے مرتب کیا ہے، زیر نظر کتاب ان مکتوبات کا مجموعہ ہے جنہیں آپ کے خلیفہ مجاز ڈاکٹر اسماعیل میمن صاحب نے جمع کرکے مرتب کیا ہے، یہ کتاب 2 جلدوں پر مشتمل ہے، جلد اول میں 259 مکتوب جبکہ جلد دوم میں 915 ہیں جو آپ نے مختلف طبقات زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو لکھے ہیں جن میں مشکلات القرآن والحدیث، فقہی استفسارات کے

جوابات، آپؒ کے ذاتی احوال، مریدین کے سوالات کے جوابات، اصطلاحات تصوف کی وضاحت وغیرہ موجود ہے، اس کتاب کو دارالاشاعت کراچی نے 2004 میں شائع کیا ہے۔

معمولات کی پابندی کی تلقین

آپؒ کے نزدیک روحانی ترقی کیلئے معمولات کی پابندی از حد ضروری تھی، فرماتے تھے کہ بیعت کے بعد معمولات کی پابندی نہ کرنا اس بات کے مترادف ہے کہ کوئی مدرسہ میں داخلہ لے لے اور پھر سبق میں حاضری نہ دے، چنانچہ اس سلسلے میں ڈاکٹر اسماعیل صاحب کے نام اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

"مژدہ عافیت وحالات سے مسرت ہوئی، لیکن معمولات پر پابندی نہ ہو سکنے سے قلق ہے، معمولات کی پابندی ترقی کا زینہ ہے، مشاغل کا ہجوم صحیح ہے لیکن معمولات روحانی غذا ہے، جیسا کہ مشاغل میں جسمانی غذا نہیں چھوٹتی روحانی کیوں چھوٹے؟ حتی الوسع اس کا ضرور اہتمام کیا کریں۔۔۔۔۔۔"[7]

ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔"اس سے قلق ہوا کہ ذکر چھوٹ گیا اس کا خاص طور سے اہتمام کریں اور خالی اوقات میں درود شریف کی کثرت کا خود بھی اہتمام کریں اور اہلیہ محترمہ سے بھی تاکید کرتے رہیں۔۔۔۔میرے خیال میں اس کیلئے کوئی نظام الاوقات بنانا تمھیں ضروری ہے۔۔۔"[8]، اسی طرح معمولات کی پابندی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے ڈاکٹر اسماعیل صاحب کو لکھتے ہیں: ۔۔۔"معمولات کی پابندی چاہے غفلت ہی سے ہو مبارک ہو۔۔۔"[9]، ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:۔۔۔"معمولات کی پابندی سے بہت مسرت ہے، اللہ تعالیٰ استقامت اور ترقیات سے نوازے۔۔۔"[10]، دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں: "۔۔معمولات کی پابندی سے انشاء اللہ غفلت بھی جاتی رہے گی اور یادداشت بھی بڑھ جائے گی"،[11]، اسی طرح فرماتے ہیں "معمولات کی بہت پابندی رکھیں اس سے یادداشت میں انشاء اللہ کمی نہ ہو گی"[12]، ایک مرید نے نفلی روزے رکھنے سے معمولات چھوٹ جانے کی شکایت کی جس پر حضرت نے فرمایا: "اگر نفل روزوں سے معمولات چھوٹتے ہوں تو معمولات اہم ہیں۔۔۔"[13]

ایک مرید نے معمولات میں پابندی نہ کرنے کی شکایت کی جس کے جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا:

"ذکر اور تلاوت وغیرہ میں غفلت یا سستی کے متعلق اتنا ہی تو کہہ سکتے ہیں کہ دل میں اگر اہمیت پیدا ہو جائے تو سب آسان ہے، اہمیت نہ ہو تو ہر چیز مشکل ہے

کیا گلہ رقیب کا کیا طعنہ اقربا

تیرا ہی دل نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں"[14]

اسی طرح معمولات کی پابندی کے سلسلے میں ڈاکٹر صاحب کو تحریر فرماتے ہیں:

"۔۔۔۔اگر سفر کی وجہ سے معمولات میں فرق پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن پریشانی کی وجہ سے معمول میں کمی نہ ہونے پائے، اس لیے کہ اللہ کا ذکر پریشانی کا بہترین علاج ہے"[15]

ایک دوسری جگہ ڈاکٹر صاحب کے خط کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:"معمولات کی پابندی کا بہت اہتمام کیا جائے کہ اس کا چھوڑنا بہت برے اثرات لاتا ہے۔۔۔۔"[16]، اسی طرح ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:"معمولات کسی کی وجہ سے بھی ترک نہیں ہونا چاہیے، معمولات کی پابندی ترقی کا زینہ ہے میں نے اپنے جمہ اکابر کو معمولات کا بہت پابند پایا، ذکر میں وساوس کی کثرت اور دیگر اوقات میں حضور کی کمی کی طرف التفات نہ کریں، شیطان کو تو نشتر مارنے سے کام ہے، وہ اپنا کام کرتا ہے آپ اپنا کام کرتے رہیں۔۔۔۔"[17] اپنے ایک مرید کو جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی معمولات پر پابندی کی تلقین کچھ اس طرح فرمائی:"۔۔۔۔اللہ تعالیٰ (شادی کو) بہت ہی مبارک کرے اور اس مسرت کو آئندہ مسرات کا پیش خیمہ بنائے ۔۔۔۔۔ مگر ایسا نہ ہو کہ ان مسرتوں میں لگ کر معمولات میں فرق آجائے، دنیوی مسرات جتنی بھی زیادہ ہو فانی اور ختم ہونے والی ہے اخروی مسرات کی ہمیشہ کوشش کرنی چاہیے، اگر چہ تم نے لکھا ہے کہ شادی کے بعد سے معمولات میں فرق نہیں پھر بھی اس کا بہت خیال رکھیں کہ سستی اور کاہلی اس میں سد راہ نہ بنیں۔۔۔۔۔۔"[18]

ایک مرید کو معمولات کی پابندی کی سخت تاکید فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:"۔۔۔معمولات کی پابندی احوال کی تبدیلی کیلئے لازم ہے، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ کا پاک نام بغیر اثر کئے رہ جائے البتہ تبدیلی کا احساس دیر میں ہوا کرتا ہے، قلب پر جتنی زیادہ کدورتیں ہو گی اتنا ہی اثر دیر میں محسوس ہو گا، اللہ تعالیٰ کا پاک ذکر قلب کی صفائی کا واحد ذریعہ ہے، کپڑے پر میل کم ہوتا ہے تو جلد صاف ہو جاتا ہے اور جتنا زیادہ میل ہوتا ہے اتنی ہی دیر میں صفائی ہوتی ہے، اس لئے اثر محسوس ہو یا نہ ہو معمولات کی پابندی بہت اہتمام سے کرتے رہیں۔۔۔۔۔"[19]

صحبت کی اہمیت

حضرتؒ روحانی ترقی اور منازل سلوک طے کرنے کیلئے صحبت اولیاءاللہ کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے، چنانچہ جب حضرت رائپوریؒ پاکستان تشریف لائے تھے تو اپنے ایک مرید کو ان کی صحبت سے مستفید ہونے کیلئے تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت کے وجود اور وہاں قیام کو بہت زیادہ غنیمت سمجھیں، اور گنجائش نکل سکے تو وہاں دوبارہ حاضری کی سعی کریں کہ حضرت کا وجود چراغ سحر اور نعمت غیر مترقبہ ہے"[20]۔

اسی طرح جب ایک مرید نے سہارنپور حضرت شیخؒ کی خدمت میں رمضان گزارنے کی تمنا ظاہر کی اور حضرت سے دعا کی درخواست کی کہ ویزا جلدی اور آسانی سے مل جائے تو حضرتؒ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

"۔۔۔ آپ بھی اگر یہاں کا ویزا نہ ملے یا ویزا ملنے تک جتنا وقت ملے وہ لاہور حضرت اقدس رائپوری دام مجد ہم کی خدمت میں گذار دیں حضرت کا قیام ابھی تک لاہور ہی میں ہے "[21]۔

لھٰذا حسب ارشاد جب اس مرید نے حضرت رائپوری کی خدمت میں وقت گزارا اور اس کی اطلاع حضرت کو دیدی تو حضرت نے ان الفاظ میں خوشی کا اظہار فرمایا:

"عنایت نامہ پہنچا، لاہور جانے سے مسرت ہوئی، آپ نے بہت اچھا کیا کہ یہ وقت وہاں گزارا۔۔۔۔ میری توخواہش ہے کہ رائیونڈ والے سب کے سب نمبر وار وقت نکال کر وہاں حاضر ہوا کریں، ان کے لیے بھی اشد ضروری ہے، مولانا یوسف صاحب خود اس کی سعی کر رہے ہیں کہ دو چار روز کیلئے لاہور حضرت کی خدمت مٰیں حاضر ہو سکیں، ان کا پاسپورٹ ختم ہو گیا ہے وہ محض اس لیے اس کی تیاری بھی کرا رہے ہیں "[22]۔

اسی طرح دوسری مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں:

"۔۔۔ حضرت رائپوری دام مجد ہم کی خدمت میں آئندہ بھی اگر موقع مل سکے تو ضرور حاضر ہو، میرے پاس وقت گزارنے سے وہاں کی حاضری بہت اہم ہے۔۔۔"[23]

اسی طرح جب حضرت صوفی محمد اقبال صاحبؒ نے حضرت رائپوریؒ کی صحبت میں لاہور وقت گزارا اور اس کی اطلاع حضرت کو دیدی تو حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا:

"لاہور حاضری سے بہت مسرت ہوئی یہ صحیح ہے کہ حضرت اقدس پر ضعف کے آثار ہیں کثرت سے اس کی اطلاعات آ رہی ہیں۔۔۔۔"[24]

ایک دوسرے مرید کو صحبت کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں: "۔۔۔۔ دین کے ہر کام میں اخلاص سے قوت ہوتی ہے اور اخلاص کی ترقی کیلئے اہل اللہ کی صحبت اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات کا مطالعہ اکسیر ہے، جناب کو ان ہر دو امور کی طرف خاص طور سے متوجہ کرونگا"[25]

معمولات کی تلقین

حضرت شیخؒ درس و تدریس اور تصنیف تالیف کی مصروفیت کے باوجود اپنے مریدین کی اصلاح، تعلیم و تربیت اور تلقین اذکار واظائف کو بھی پورا پورا وقت دیتے تھے، اور اس سلسلے میں باوجود مصروفیت کے ہر خط کا پابندی اور التزام کیساتھ جواب دیتے تھے، چنانچہ ایک خط کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"۔۔۔۔ دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت ہے شوق سے پڑھ لیا کریں لیکن حزب الاعظم اس سے زیادہ اہم ہے کہ مشائخ کا معمول بھی رہا ہے اور اس کی روایات زیادہ صحیح ہیں۔۔۔۔"[26]

ڈاکٹر اسماعیل ساحب کے خط کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

"۔۔۔ آپ نے لکھا کہ بارہ تسبیح کا ذکر شروع کر دیا دل اس میں بہت لگتا ہے اللہ مبارک کرے ضرور کرتے رہیں شوق سے اجازت ہے۔۔۔[27]"، ایک دوسری جگہ داکٹر صاحب کے خط کے جواب میں فرماتے ہیں: "آپ کے کلرک کے الزام کی خبر سے بہت ہی قلق ہوا، اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و کرم سے اس کے شرور سے محفوظ رکھے، اللھم انا نجعلک فی نحور ہم و نعوذ بک من شرور ہم اس کے تصور کیساتھ ضرور پڑھا کریں انشاء اللہ مفید ہو گا۔۔۔"[28]

حضرت صوفی محمد اقبال صاحبؒ[29] کے خط کے جواب میں فرماتے ہیں:

"۔۔۔ ذکر کے متعلق جو تم نے حال لکھا ہے وہ مبارک ہے، اگر مراقبہ دعائیہ سے حضور میں فرق پڑتا ہو تو نہ کریں لیکن کسی وقت اگر طبیعت اس طرف متوجہ ہو ضرور کریں۔۔۔۔[30] ارشاد الملوک اور اکمال الشیم کو اکثر مطالعہ میں رکھیں اور اہتمام سے پڑھیں اور جو ھدایات اس میں ہیں ان کو پیدا کرنے کی کوشش کریں ۔۔۔۔۔۔۔ وہاں (مدینہ منورہ میں) تو وہ مقدس ذات ہے جو کہیں بھی نہیں جو خلجان پیش آئے روضہ اقدس پر جا کر عرض کر دیا کرو، اگر مراقبہ معیت کی حالت خود بخود ہو جائے تو مبارک ہے اس کو اختیار کر لیں، دفع نہ کریں، ابتداً تھوڑا سا وقت صرف کریں جبکہ آمد ہو اور پھر زیادہ وقت صرف کریں۔۔۔"[31]

اسی طرح ڈاکٹر اسماعیل صاحب کے خط کے جواب میں لکھتے ہیں:

"۔۔۔۔ مراقبہ دعائیہ میں دل ہی کی طرف توجہ رکھنی چاہیے اور دل ہی دل میں دعا کرنی چاہیے، نماز میں دھیان ہر حالت میں اللہ جل شانہ کی طرف ہونا چاہیے، چاہے قعدہ ہو یا قیام، ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے میں دل کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔۔۔۔"[32]

اسی طرح ذکر کے سلسلے میں ایک خط کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

"۔۔۔ ذکر اسم ذات دو ضربی ہو یا یک ضربی، یہ تصور کریں کہ اس آواز کیساتھ ایک نور منہ سے نکل رہا ہے جو مجھے احاطہ کر رہا ہے۔۔۔۔"[33]، اسی طرح ڈاکٹر صاحب کو دوران ڈیوٹی ذکر و درود شریف کی تلقین فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: "مریضوں کے آنے میں جو فصل ہوتا ہے اس میں اسم ذات آہستہ آہستہ بلا ضرب یا دورد شریف جس میں طبیعت زیادہ لگے پڑھیں۔۔۔"[34]

ڈاکٹر اسماعیل صاحب کے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا ہے: "۔۔ ذکر میں قبض و بسط ہمیشہ ہوتا ہے اس کی فکر نہ کریں اس سے بہت مسرت ہوئی کہ گناہوں سے نفرت پیدا ہو رہی ہے۔۔۔۔ عصر کے بعد کی مجلس میں اکابر کے واقعات متعدد کتابوں سے سنانا بہت مفید ہے، اپنے اکابر کے حالات تو ان کی سوانحون میں موجود ہیں، اسلاف کے

قصے فضائل حج، فضائل صدقات، حکایات صحابہ میں بکثرت موجود ہیں، ضرور سنایا کریں۔۔۔۔ تمھارے دوستوں میں جو ذکر کرنے والا ہو اس کو ارشاد (ارشاد الملوک) کے مطالعہ کی ضرور تاکید کرتے رہیں کہ ارشاد آسان ہے اور اکمال (اکمال الشیم) مشکل ہے۔۔۔۔"[35]۔

حضرت صوفی صاحبؒ کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: "تم نے روضہ اقدس پر بیٹھ کر اپنے جو مختلف معمولات لکھے ہیں، کبھی ذکر، کبھی دعا، ان سم میں کوئی مضائقہ نہیں اور کوئی تشویش کی بات نہیں جس میں دل لگے اسے اختیار کریں اور درود شریف ان سب میں اول ہے یقیناسارے بزرگوں کی صحبت کا نعم البدل وہاں کی تھوڑی سی حاضری ہے، اس کو بہت زیادہ اہم اور قابل قدر سمجھیں، اس ناپاک کی طرف سے صلاۃ وسلام تو بار بار ضرور عرض کرتے رہا کریں لیکن تصور اس ناپاک کا بالکل نہ کیا کریں بلکہ براہ راست حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہمہ تن تصور وتوجہ رکھا کریں۔۔۔۔"[36]

ایک مکتوب میں اپنے ایک مرید کو اذکر بارہ تسبیح کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں: "اللہ اللہ پیش کے ساتھ اور صرف اللہ جزم کیساتھ دو ذکر علیحدہ علیحدہ ہیں، تعجب ہے کہ آپ کو اس میں کیوں اشکال پیش آیا، بارہ تسبیح میں جو چھ تسبیح اللہ اللہ کی ہیں ان میں تو پہلے پر پیش اور دوسرے پر جزم ہے اور آخری تیر ہویں وہ جزم کیساتھ ہے۔۔۔۔"[37]

ایک مرید نے ذکر میں وساوس کی کثرت اور حضور کی کمی کی شکایت کی جس کے جواب میں حضرت نے فرمایا: "۔۔۔ذکر میں وساوس کی کثرت اور دیگر اوقات میں حضور کی کمی کی طرف التفات نہ کریں، شیطان کو تو نشتر مارنے سے کام ہے، وہ اپنا کام کرتا ہے آپ اپنا کام کرتے رہیں۔۔۔۔"[38]، اسی طرح فرمایا: ""۔۔ذکر میں قبض وبسط ہمیشہ ہوتا ہے اس کی فکر نہ کریں اس سے بہت مسرت ہوئی کہ گناہوں سے نفرت پیدا ہو رہی ہے۔۔۔"[39]، اسی طرح ڈاکٹر اسماعیل صاحب نے ایک دفعہ پوچھا کہ مدینہ پاک میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ بسط کی زوردار کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کے جواب میں حضرت نے فرمایا: "قبض وبسط تو ذاکرین کو، مبتدیوں کو، منتہیوں کو سبھی کو پیش آتا ہے یہ کوئی قابل ذکر چیز نہیں۔۔۔"[40]

ایک مرید نے عرض کیا کہ ذکر کرتے کرتے اچھلنے کو جی چاہتا ہے بعض دفعہ زبان یکا یک رک جاتی ہے، اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا: "۔۔۔۔ذکر کرتے وقت اگر اچھلنے کی کیفیت پیدا ہو تو ذکر فوراً روک دیں اور جب یہ حالت جاتی رہے تو پھر شروع کر دیں، ذکر میں لگا رہنے کا شوق بہت مبارک ہے مگر اعتدال بہت ضروری ہے اگر ذکر میں زبان رک جائے یا قبض کی حالت ہو جائے تو زبان یا دل سے درود شریف پڑھیں اور اس حالت کو ممدوح نہ سمجھیں۔۔۔۔"[41]

اسی طرح ایک مرید نے لکھا کہ کہ طویل عرصہ سے ذکر کے دوران ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نور کا ایک ستون ہے جس کا سلسلہ آسمان تک چلا گیا ہے، اس کی شعاعیں حضور والا کے قلب مطہر سے گزرتی ہوئی اس سیاہ کار کے قلب میں داخل ہو رہی ہے اور پورے بدن کے رویں رویں سے نکل کر چاروں طرف پھیل رہی ہے، اس کے جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا: ۔۔۔یہ انوار، انوار ذکر ہیں، یہ مبارک تو بہت ہیں مگر قابل التفات نہیں، ایسے ہی ہیں جیسے راستے چلنے والے کیلئے سڑک کے دونوں طرف پھول پھلواری چمن ہو کہ وہ پر لطف، پر فضا اور راستہ چلنے میں معین تو ضرور ہوتا ہے لیکن اگر کوئی اسی میں لگ جائے تو ظاہر ہے کہ راستہ قطع نہیں ہو گا، اصل مقصود اتباع سنت ہے وہ جتنا بھی زیادہ حتیٰ کہ عادات میں بھی حاصل ہو جائے کمال ہے اور مقصود ہے، قل ان کنتم تحبون اللہ سے حتمی وعدہ پر اللہ جل شانہ کی محبوبیت کا وعدہ ہے۔۔۔۔"[42]

آپؒ کے نزدیک کسی سے بیعت ہونے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے بلکہ خوب اطمینان سے پہلے اچھی طرح موانست پیدا کرنا چاہیے، ہندوستان کے ایک بڑے عالم نے جب حضرت شیخؒ سے بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا: "۔۔۔مشورہ یہ ہے کہ کسی سے بھی بیعت کے سلسلہ میں جلدی نہ فرمائیں، پہلے اچھی طرح سے موانست پیدا فرمالیں، پھر طبیعت کا میلان ہو تو جسی رائے ہو، اس لیے کہ بیعت کے بعد شیخ سے انقباض یا شیخ کے دل میں انقباض ترقی سے مانع ہوا کرتی ہے۔۔۔"[43]

مولانا عزیز الرحمان صاحب کے نام ایک مکتوب میں تحریر ہے: "۔۔۔دعاوں میں گریہ طاری ہونے میں جو کمی بیشی کا آپ نے لکھا اسکی فکر نہ کریں، آپ کو الحمد للہ دل کا گریہ حاصل ہے، آنکھوں کا گریہ وغیرہ غیر اختیاری احوال کی قسم ہے ۔اعمال اختیاریہ کا فکر ہونا چاہیے، اس میں کمی نہ ہو مثلاً اوراد وذکر وغیرہ، رونے کی شکل بنالینا اختیاری ہے اور کافی ہے۔۔۔"[44]

ایک شخص نے جب حضرتؒ سے پوچھا کہ بیعت یا مرید ہونے کا کیا مطلب ہے اور اس کا کیا فائدہ ہے، تو اس کے جواب میں آپؒ نے تحریر فرمایا: "۔۔۔مرید ہونے کا فائدہ یہ ہے کہ آدمی نفس و شیطان سے ایسا مغلوب ہے کہ اس کے مکائد سے خود واقف نہیں ہو سکتا ہے تاوقتیکہ کسی متبع شریعت، متبع سنت واقف کار کے حوالہ اپنے آپ کو نہ کرے، جیسا کہ بچہ بچپن کی وجہ سے اپنے بھلے اور برے میں تمیز نہیں کر سکتا تاوقتیکہ بڑے کی تربیت اسے حاصل نہ ہو، اس کام میں آدمی بمنزلہ بچہ ہی کے ہوتا ہے، اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ اگر شیخ کے احکام کا اتباع کرے تو دین پر چلنا اور سنت کا اتباع آسان ہو جاتا ہے، اس کے لئے اہم شرط شیخ کا متبع شریعت ہونا اور اس سے عقیدت کا پیدا ہونا ہے۔۔۔۔"[45]

مولانا سید صباح الدینؒ[46] کے نام اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں: "۔۔۔معمولات کی پابندی کا ضرور اہتمام کریں کہ یہ ترقی کا زینہ ہے، تھوڑا سا وقت کم از کم آدھا گھنٹہ دن میں یارات میں فارغ کر کے پاس انفاس یا ذکر قلبی کے ذریعے اس کو معمور کر لیا کریں۔۔۔"[47]، آپ کے دوسرے خط کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: "معمولات کی پابندی سے مسرت ہوئی، جتنا اہتمام ہو گا اتنا ہی موجب ترقی ہے، دو چیزوں کا اہتمام کریں ذکر قلبی اور درود شریف لسانی۔۔۔۔۔"[48]

اسی طرح مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے جب حضرت شیخؒ کو لکھا کہ: "اپنے لڑکوں میں جو دو عالم ہوئے ہیں[49] ان دونوں کو احقر نے اصلاح ظاہر و باطن اور ذکر و شغل سکھانے کیلئے ڈاکٹر عبد الحئی صاحب کے سپرد کیا ہے کیونکہ گھر کے اندر یہ کام ہونا مشکل نظر آتا ہے، دونوں وہاں حاضری دیتے ہیں"[50]، اس کے جواب میں حضرت شیخؒ نے فرمایا: "۔۔۔آپ نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو ڈاکٹر عبد الحئی صاحب کے حوالہ کر دیا، بہت اچھا مگر شرط یہ ہیکہ ان کے دلوں میں ڈاکٹر صاحب کی محبت و وقعت پیدا ہو، اور آپ خود بھی بہت اہتمام کریں کہ وہ ڈاکٹر صاحب کے فرمودات پر اہتمام سے عمل بھی کریں اور وقعت بھی، مولویوں میں ایک خاص مرض یہ ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں اپنی علمیت کے گھمنڈ میں اپنے سے جو اعظم نہ ہو اس کی وقعت کم ہوتی ہے، اس سلسلہ میں ان بچوں کو یہ مضمون ضرور سناتے رہیں، رشید و قاسم نے حضرت حاجی صاحبؒ سے بیعت کی اور جب لوگوں نے ان دونوں سے الگ الگ اعتراض کیا جو ان کی شان تھی وہی جواب دیا، حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ ہم میں علم تو زیادہ ہے مگر آگ جو حضرت حاجی صاحبؒ میں ہے وہ ہم میں نہیں تھی اور حضرت نانوتویؒ نے یہ فرمایا کہ وہ عالم تو نہیں تھے مگر عالم گر تھے ۔۔۔۔"[51]

ایک شخص نے جب بیعت ہونے کیلئے خط لکھا تو اس کو جواب میں ارشاد فرمایا: "۔۔۔ہمارے اکابر کے یہاں ہمارے سلسلہ کی خصوصیت جذب ہے، ان کا ارشاد ہے کہ ہمارے سلسلے میں اوراد و اذکار سے زیادہ اہمیت جذب کو ہے یعنی شیخ کی طرف سے محبت اور مرید کی طرف سے عقیدت، یہ جتنی بھی زیادہ ہو گی اتنا ہی زیادہ اس سلسلہ میں نفع ہو گا۔۔۔۔"[52]،

ایک مبتدی مرید نے جب قبل از وقت چند سوالات کیے تو اس کے جواب میں حضرت شیخؒ مندرجہ ذیل الفاظ سے تنبیہ کی: "۔۔۔۔آپ نے جو سوالات کیے وہ سارے بے محل اور قبل از وقت ہیں، یہ تصوف کی اصطلاحات اپنے اپنے وقت پر معلوم ہونے کی چیزیں ہیں۔۔۔۔۔۔اس وقت آپ کا سوال ایسا ہے جیسا کوئی نابالغ یہ پوچھے کہ بلوغ کیا چیز ہے؟ اور نکاح میں کیا لذت ہوتی ہے۔۔۔۔۔اخیر میں آآپ نے ایک بات البتہ اپنے مناسب دریافت کی

کہ خشیۃ ذکر میں پیدا نہیں ہوتی، اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ چیز خود مقصود نہیں، پابندی کیساتھ معمولات بلاناغہ اہتمام سے پورے کیجیے، یہ ایک حالت ہے جو عارضی طور پر پیدا ہو جاتی ہے اور پھر فنا ہو جاتی ہے۔۔۔۔"[53]

ایک مرید کو توحید مطلب کا مفہوم سمجھاتے ہوئے لکھت ہیں: "۔۔۔آج کل لوگوں نے توحید مطلب کا مفہوم غلط سمجھ رکھا ہے کہ اپنے شیخ لیساتھ محبت وعظمت اس راستہ کا جزلاینفک ہے مگر آج کل احمقوں نے اس کا مطلب دیگر اکابر کی تنقیص سمجھ رکھا ہے، یہ نعمت اپنے والد صاحب کے تعلق سے ملی ہے کہ ان کے یہاں سب اکابر کیساتھ تعلق ایسا تھا کہ کسی بزرگ کی اپنے شیخ کے مقابلے میں تنقیص محسوس نہیں ہوتی تھی، تمھیں بھی خاص طور سے نصیحت کرتا ہوں کہ اہل حق میں سے کسی پر تنقید سے احتراز کرنا۔۔۔"[54]

حضرت شیخؒ کے نزدیک ذکر اللہ کی اہمیت

حضرت شیخؒ معمولات تصوف میں ذکر اللہ کو خاص اہمیت دیتے تھے، آپؒ کے نزدیک موجودہ دور کے تمام فتنوں کی وجہ ذکر اللہ سے دوری ہے اور ان فتنوں کا خاتمہ ذکر اللہ ہی سے ہوگا، مدارس کے اند بھی آپؒ حلقات ذکر قائم کرنے کا خوُد بھی بڑا اہتمام کرتے تھے اور دوسرے حضرات کو بھی اس کی طرف متوجہ کیا کرتے تھے، ایک جگہ آپ بیتی میں تحریر فرماتے ہیں: "میرا خیال یہ ہے کہ فتنوں سے بچاو کی صورت صرف ذکر اللہ کی کثرت ہے، جب اللہ کا نام لینے والا کوئی نہ رہیگا تو دنیا ختم ہو جائیگی۔۔۔"[55]، آپ کے نزدیک ذکر اللہ کو جس طرح بقاء عالم میں دخل ہے اسی طرح بقائ مدارس کیلئے بھی ان کے اندر ذاکرین کا موجود ہونا ضروری ہے، آپ بیتی میں دوسری جگہ لکھتے ہیں: "۔۔۔جب اللہ کے پاک نام کو اتنی قوت ہے کہ ساری دنیا کا وجود اسی سے قائم ہے تو مدارس بے چارے ساری دنیا کے مقابلے میں دریا کے مقابلے میں قطرہ بھی نہیں اللہ تعالیٰ کے پاک نام کو ان کی بقا اور تحفظ میں جتنا دخل ہوگا وہ ظاہر ہے۔۔۔"[56]

چنانچہ اس سلسلے میں قار محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے نام ایک خط مُں تحریر فرماتے ہیں:

"۔۔۔علامات قیامت کی احادیث میں کثرت سے یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ جب دنیا میں کوئی اللہ کا نام لینے والا نہیں رہے گا دنیا فنا ہو جائیگی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے پاک نام کو بقاء عالم میں خاص دخل ہے، اس لئے ہمیشہ اس ناکارہ کی خواہش اور تمنا یہ رہی ہے کہ بقاء مدارس کیلئے بھی ان کے اندر اللہ کا نام لینے والے جتنی کثرت سے پیدا ہوں ان کی بقاء اور تحفظ کیلئے بہتریں معاون اور ممد ہیں، اکابر کے زمانے میں تو ان حضرات کو وجود ہی اس کا ضامن تھا اور ان کا ذکر و شغل، فکر و استغراق ایک ایک کا لاکھوں پر بھاری تھا، ان حضرات کی تشریف بری کے بعد ہم جیسے نااہلوں کے یہاں وہ اخلاص اور باطنی قوت تو ہے نہیں، اس لیے ہمیشہ یہ تمنا رہتی ہے کہ مدارس عربیہ میں عموماً اور اور دارالعلوم و مظاہر العلوم میں خاص طور سے ذاکرین طلباء کے وجود کا اہتمام کیا جائے، اگرچہ آپ کو اس قسم کی بات

لکھنا آفتاب کو چراغ دکھلانا ہے آپ کو اس ضرورت کا احساس مجھ سے بھی زیادہ ہو گا مگر بسا اوقات مشاغل کے ہجوم سے جزئیات کی طرف التفات نہیں ہوتا، علامہ ابراہیمؒ کے زمانے میں تو وہ بعض طلباء کو اس ناکارہ کے پاس بھیجتے رہتے تھے کہ زکریا سے ذکر سیکھ آو اور یہاں کرو۔۔۔۔۔۔۔۔اس چیز کی طرف خاص توجہ فرمائیں کہ مدارس کی بقاء اور تحفظ کے علاوہ فتن سے بھی امان ہے۔۔۔۔"[57]

حضرت شیخؒ کے نزدیک دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والوں کیلئے ذکر اشد ضروری تھا، فرمایا کرتے تھے دعوت و تبلیغ کیلئے ذکر بمنزلہ پیٹرول ہے جس طرح قیمتی گاڑی پیٹرول کے بغیر نہیں چلتا اسی طرح دعوت و تبلیغ کا کام بغیر ذکر کے نہیں چل سکتا، آپ مبلغین حضرات کو بطور خاص اس طرف متوجہ کیا کرتے تھے، چنانچہ اپنے ایک خط میں مولانا احمد صاحب کو ارشاد فرماتے ہیں: "۔۔۔۔ذکر بہت اہم ہے اس کی طرف ضرور توجہ کرنی چاہیے، میرے چچا جان (بانی تبلیغ مولانا محمد الیاسؒ) بار بار اس کی تاکید فرماتے تھے اور مبلغین کو اسکی تاکید فرمایا کرتے تھے کہ ذکر ہمارے کام کیلئے روح ہے بالخصوص تبلیغی احباب کو اس کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اس لیے کہ ان کو اختلاط مع العوام بہت ہوتا ہے ،وہ (مولانا الیاسؒ) یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں جب میوات جاتا ہوں اور صلحاء کی مجمع کیساتھ جاتا ہوں مگر عوام سے اختلاط کی وجہ سے دل پر اتنا اثر ہوتا ہے کہ میں اس کو دھونے کے واسطے سہارنپور یارائپور جو مواقع ذکر ہیں، جاتا ہوں اور اگر جانا نہ ہو تو اعتکاف کر کے اس اثر کو دھوتا ہوں جو اختلاط عوام کی وجہ سے قلب پر پڑتا ہے، تم تبلیغی احباب کو چونکہ عوام سے زیادہ اختلاط ہوتا ہے اس لیے اس طرف توجہ کی زیادہ ضرورت ہے، میں خود بھی تبلیغ والوں کو ذکر کی طرف اور خانقاہ والوں کو تبلیغ کی طرف زور سے متوجہ کیا کرتا ہوں اور جب مجھ سے کوئی پوچھا کرتا ہے کہ تبلیغ اور ذکر میں کونسی چیز مقدم ہے تو میں جواب دیا کرتا ہوں کہ کھانے اور پینے میں کونسی چیز اہم ہے ؟میں تبلیغ والوں کو ذکر کی اہمیت اور خانقاہ والوں کو تبلیغ کی اہمیت بتاتا ہوں جس کو دونوں فریق کے بے وقوف اپنی چیز کی توہین سمجھتے ہیں حالانکہ احمق یہ نہیں سمجھتے کہ جس چیز میں وہ مشغول ہے وہ تو کر ہی رہے ہیں جس میں کمی ہے اس کی طرف متوجہ کر تاہوں۔۔۔۔۔۔یہ خط عزیز مولوی احسان کو بھی دکھا دینا اور ان سے یہ بھی کہہ دینا کہ دونوں چیزوں پر خاص نگرانی رکھیں ایک کو دوسرے کی وجہ سے چھوڑیں نہیں اور یہی تاکید دوستوں کو کرتے رہیں۔۔۔۔۔۔"[58]

اس سلسلے میں آپؒ نے مفتی شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان اور مولانا یوسف بنوری صاحبؒ سے بھی خط و کتابت کی، اور ان کو مدارس کے اندر ذکر اللہ کی اہمیت کی طرف متوجہ کیا، چنانچہ مفتی شفیع صاحب کے نام خط میں فرماتے ہیں: "۔۔۔میرا خیال یہ ہے کہ فتنوں سے بچاو کی صورت صرف ذکر اللہ کی کثرت ہے، جب اللہ کا نام لینے

والا کوئی نہ رہیگا تو دنیا ختم ہو جائیگی، جب اللہ کے پاک نام کو اتنی قوت ہے کہ ساری دنیا کا وجود اسی سے قائم ہے تو مدارس بے چارے ساری دنیا کے مقابلے میں دریا کے مقابلے میں قطرہ بھی نہیں اللہ تعالیٰ کے پاک نام کو ان کی بقا اور تحفظ میں جتنا دخل ہو گا وہ ظاہر ہے، اکابر کے زمانے میں ہمارے ان جملہ مدارس میں اصحاب نسبت وذاکرین کی کثرت جتنی رہی ہے وہ آپ سے مخفی نہیں اور اب اس میں جتنی کمی ہو گئی وہ بھی ظاہر ہے، بلکہ اگر یوں کہوں کہ اس پاک نام کے مخالف حیلوں بہانوں سے مدارس میں داخل ہوتے جارہے ہیں تو میرے تجربہ میں غلط نہیں، اس لیے میری تمنا ہے کہ ہر مدرسہ میں کچھ ذاکریں کی تعداد ضرور ہوا کرے۔۔۔۔۔اور ذکر کیلئے کوئی ایسی مناسب تشکیل کریں کہ دوسرے طلبہ کا حرج نہ ہو، نہ سونے والوں کا نہ مطالعہ کرنے والوں کا۔۔۔جب تک یہ ناکارہ سہارنپور رہا تو ایسے لوگ بکثرت رہتے تھے اور صبح کی نماز کے بعد میرے مکان پر ان کے ذکر کا سلسلہ ایک گھنٹہ تک ضرور رہتا تھا اور میری غیبت میں سنتا ہوں کہ عزیز طلحہ کی کوشش سے ذاکرین کی وہ مقدار اگرچہ نہ ہو مگر 25،20 کی مقدار روازانہ ضرور ہو جاتی ہے، میرے سہارنپور کے قیام کے زمانہ میں تو سو، سوا سو تک پہنچ جاتی تھی۔۔۔۔۔میری تمنا ہے کہ ہر مدرسہ میں دو چار ذاکرین مسلسل رہیں کہ داخلی اور خارجی فتنوں سے بہت امن کی امید ہے۔۔۔۔"[59]

حضرت شیخؒ کے اس خط کے جواب میں مفتی شفیع صاحبؒ نے ایک طویل خط لکھا، جس کے آخر میں ارشاد فرمایا: "۔۔۔۔۔حضرت کا گرامی نامہ وصول ہونے کے بعد سے کچھ ایسے ذاکر شاغل لوگ جن کا مجھ سے تعلق ہے اور پہلے سے یہ کہا کرتے تھے کہ ہم کچھ عرصہ دارالعلوم میں رہ کر ذکر وشغل کریں، میں اپنی بیماری اور عدم فرصت کا عذر کر کے دفع کر دیتا تھا، اب الحمدللہ یہ کام شروع کر دیا ہے، دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں۔۔۔"[60]

اس کے جواب میں حضرت شیخؒ نے اپنی مسرت کا اظہار ان الفاظ کیساتھ فرمایا: "۔۔۔۔اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ نے ذاکرین کے دارالعلوم میں اجتماع کا اہتمام فرمایا، اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور موجب خیر بنائے ۔۔۔"[61]، اسی طرح مولانا یوسف بنوریؒ نے آپ کے خط کے جوب میں تحریر فرمایا:: "۔۔۔۔۔ہر درسگاہ کیساتھ ایک خانقاہ کی بھی ضرورت ہے جو طلبہ فارغ ہوں اس سے وابستہ ہوں اور کچھ عرصہ اس مقصد کیلئے اقامت بھی کریں، خدا کا شکر آپ کی خواہش کیمطابق ذاکرین کے اجتماع اور اجتماعی ذکر کی تدبیر کی گئی اس ہفتہ اس کا افتتاح بھی ہو جائیگا۔۔۔۔"[62]

حضرت شیخؒ کے نزدیک درود شریف کی اہمیت

حضرت شیخؒ ذکر اللہ کیساتھ ساتھ درود شریف کی ورد کو بھی بہت اہمیت دیتے تھے اور اپنے متعلقین کو بطور خاص اس کی تاکید کیا کرتے تھے، آپؒ کے نزدیک درود شریف کی کثرت خطرات سے نجات، مال واولاد، دین

و دنیامیں خیر وبرکت کاذریعہ ہے، آپؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ درود شریف کے پڑھنے ،سننے اور پھیلانے میں دونوں جہان کی خیر وصلاح مضمر ہے اور نبی کریم ﷺ کے قرب وشفاعت کا بہترین وسیلہ ہے ،اور درود شریف کی فضلیت پر مستقل ایک رسالہ "فضائل درود شریف" کے نام سے لکھاہے، اور یہ رسالہ چھپنے کے بعد مدینہ منورہ اور صاحب مدینہ منورہ کی محبت میں سب سے پہلے اس کے چند نسخے مدینہ منورہ بھیج دیے، اور جب اس کے پہنچنے میں کچھ تاخیر ہوئی تو صوفی محمؒد اقبال صاحبؒ کے نام خط میں لکھا: "۔۔۔فضائل درود شریف کے اب تک نہ پہنچنے سے بہت ہی قلق ہے ،میں نے تو شوق میں آنے کے بعد کسی دوسرے کو دینے سے پہلے سب سے پہلے تین نسخے مدینہ منورہ رجسٹری کرائے تھے۔۔۔"[63] مکتوبات کے اندر بھی متعلقین کو بطور خاص درود شریف کی طرب متوجہ کیاہے، نمونہ کے طور پر چند مکتوبات سے اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

ڈاکٹر اسماعیل صاحب کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں: "۔۔۔درود شریف کی کثرت بلالحاظ تعداد بہت مفید ہے ،کم ازکم پانچ تسبیحیں باوضوقبلہ رخ بیٹھ کر پڑھنامقاصد کی کامیابی کیلئے بہت مفید ہے۔۔۔"[64]، دوسرے جگہ ڈاکٹر صاحب کو لکھاہے: "۔۔۔درود شریف کے متعلق تو کئی دن ہوئے کہلوایا تھا کہ بہت کثرت رکھیں۔۔۔"[65]

اپنے ایک مرید کو درود شریف کی کی تاکید کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: "۔۔۔خالی اوقات میں درود شریف کی کثرت کاخود بھی اہتمام کریں، اعزہ واحباب کو بھی اس کی تاکید کریں کہ یہ مکارہ سے حفاظت، مقاصد کی کامیابی کیلئے بہت مفید و مجرب ہے۔۔۔"[66]

مولاناعزیزالرحمان ہزاروی صاحب کے نام مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: "۔۔میرا اعتقاداور تجربہ ہے کہ ذکر اور درود شریف کی جتنی کثرت ہو گی امن وامان پیدا ہونے اور مصائب کے رفع کا ذریعہ ہے۔۔۔۔"[67]

اتباع سنت کی تلقین

حضرت شیخؒ تصوف کے اندر موجودہ دور کے بعض جہلاء کی طرف سے رائج کردہ خلاف سنت امور کے سخت خلاف تھے، آپؒ ھر حال میں شدت کیساتھ اتباع سنت کے پابند تھے اور اپنے تلامذہ اور مریدین کو بھی اتباع سنت اور بدعات اور خلاف سنت امور سے اجتناب کی سختی سے تلقین کیا کرتے تھے، آپؒ کے اتباع سنت کے واقعات پر آپؒ کے خلیفہ اعظم حضرت صوفی محمد اقبال صاحبؒ نے باقاعدہ ایک رسالہ "حضرت شیخ اور اتباع سنت "مرتب کیاہے، مکتوبات میں بھی جابجامریدین کو اتباع سنت کی تلقین کی ہے، مثلاً:

مولانا عزیز الرحمان صاحب کے نام تحریر فرمایاہے: "۔۔۔ یہ آپ کی ترقی واصلاح کی ابتداء ہے اور اس مرحلے میں عزائم شریعت پر عمل کرنا اس کے لوازمات میں سے ہے۔۔۔۔"[68]

مولانا صباح الدین صاحب کے نام خط میں لکھتے ہیں: "۔۔۔ اپنی تصانیف میں اتباع سنت اور اجتناب عن البدعۃ کا خاص خیال رکھیں۔۔۔۔"[69]

آپؒ کے نزدیک تصوف کا مقصد سنت پر چلنا اور بدعت سے اجتناب کرنا ہے، چنانچہ ایک شخص کے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: "۔۔۔ اور اس کا (یعنی بیعت کا) فائدہ یہ ہے کہ اگر شیخ کے احکام کا اتباع کرے تو دین پر چلنا اور سنت کا اتباع آسان ہو جاتا ہے، اس کے لئے اہم شرط شیخ کا متبع شریعت ہونا ہے۔۔۔۔"[70]

خلفاء کی اصلاح کا خاص اہتمام

حضرتؒ جن حضرات کو خلافت سے سرفراز فرمادیتے پھر ان کی خاص نگرانی کرتے تھے کہ ان میں عجب اور کبر پیدا نہ ہو جائے حضرتؒ کے نزدیک تکبر ام الامراض ہے، چنانچہ اس سلسلے میں اپنے ایک خلیفہ کو تحریر فرماتے ہیں: "۔۔۔ اکابر کے زمانے میں جس کو اجازت ملتی تھی وہ ذوق وشوق میں بقول حضرت گنگوہیؒ پھر تو مرمٹا کا مصداق ہوتا تھا[71]، اجازت دینے والوں کی قوت تاثیر اور اجازت یافتہ کی صلاحیت تھی۔۔۔۔ اب اجازت کا یہ اثر ہوتا ہے کہ جو ذکر وشغل پہلے سے ہوتا ہے وہ بھی چھوٹ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل وکرم سے اس مبارک سلسلہ کو باقی رکھے۔۔۔"[72]، ڈاکٹر اسماعیل صاحب[73] کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: ۔۔۔ تمھارے ماہ مبارک کے معمولات سے مسرت ہے۔۔۔۔ باطنی حالت کسی کی درست ہوا کرے آدمی کو اخیر تک اپنے معاصی سے توبہ استغفار کرتے رہنا چاہیے، ارشاد الملوک اور اکمال الشیم کو سرسری نہ سنیں بلکہ ان سب امور اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کیساتھ سنیں، انشاء اللہ مفید ہوگا۔۔۔۔"[74]

مولانا یوسف لدھیانویؒ کے نام ایک مکتوب کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: "۔۔۔ 45ھ میں جب میرے حضرتؒ نے مجھے بیعت کی اجازت دی تھی مجھے اپنی نااہلیت کا اتنا استحضار تھا کہ بے اختیار چیخ نکل چکی، حضرت رائپوریؒ بھی مدینہ پاک میں تھے، میں نے ان کے پاؤں پکڑے کہ آپ ہندوستان میں اس کی خبر نہ کریں ۔۔۔۔ حضرت مدنیؒ نے بھی ڈانٹ کر یوں فرمایا کہ اپنے کو اہل سمجھ کر کون بیعت کراتا ہے اور جو اپنے کو اہل سمجھے وہ نااہل ہے، اپنے کو نااہل سمجھ کر ہی کرانا ہے۔۔۔۔"[75]

آپؒ کے نزدیک اجازت بیعت کی حیثیت ایک سند کی سی ہے اس کو دلیل کمال نہیں سنجھ لینا چاہیے، بہت سے لوگ اجازت کے بعد معمولات چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ اس کے بعد تو ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے، اس سلسلے میں

حضرت شیخؒ اپنے ایک مکتوب میں بنام مولانا یوسف لدھیانویؒ فرماتے ہیں: "۔۔۔اجازت بیعت کی حیثیت ایک سند کی سی ہے اس کو دلیل کمال نہیں سمجھ لینا چاہیے، بہت سے لوگوں کو اس گمان میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ملاّ اعلی ست تحت الثریٰ میں گرتے ہوئے دیکھا کہ انہوں نے اس کو دلیل کمال سمجھ کر معمولات چھوڑ دیے حالانکہ اس کے بعد تعذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے، یہ تو دلیل مناسبت ہے کہ آدمی اس کے بعد اگر محنت و مجاہدہ سے اس نسبت کو بڑھائے تو ترقی کرتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ نسبت کتم ہو جاتی ہے، چنانچہ حضرت گنگوہیؒ کا واقعہ تذکرۃ الرشید[76] میں بھی اور میری دوسری تالیفات میں بھی کثرت سے مذکور ہے کہ حضرت کو حاجی صاحبؒ نے بیعت کے ایک ہفتہ کے بعد فرمایا تھا کہ "میاں رشید احمد مجھے تو جو کچھ دینا تھا دے دیا اب بڑھانا تمھارا کام ہے" اور دوسرے موقع پر کسی کے استفسار پر کہ حضرت پھر کیا ہوا حضرت گنگوہیؒ نے ارشاد فرمایا" پھر تو میں مر مٹا"، حضرت گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ جو کچھ مجھے دینا تھا دے دیا اس وقت تو مجھے پتہ نہیں چلا تھا کہ حضرتؒ نے کیا چیز مجھے دی دی مگر اب پندرہ سال کے بعد معلوم ہوا کہ وہ کیا چیز تھی۔۔۔"[77]

حضرت مولانا عزیز الرحمان ہزاروی صاحب کو خلافت دینے کے بعد حضرت کے حکم سے حضرت صوفی محمد اقبالؒ[78] نے تحریر فرمایا: "۔۔۔لہذا اپنے کو نااہل سمجھتے ہوئے اپنی اصلاح کیلئے ذکر اللہ کی کثرت پر مر مٹو اور حضرت کا حکم سمجھ کر اس کام کو بھی کرو، ذکر اللہ تمام عبادات، تمام دینی خدمات کی روح ہے اور سب میں اصل فضیلت ذکر ہی کی وجہ سے ہے، اپنے حالات کی اطلاع سے بے فکر نہ ہونا، ذکر کیساتھ رابطہ شیخ کی بھی بہت ضرورت ہے، میرا ذکر کا رسالہ آپ نے پڑھ لیا تھا چھپنے پر انشاء اللہ آپ کو پہنچ جائیگا، رسالہ بیعت و اجازت کا بغور مطالعہ کرنا اور اب بجائے بے فکر ہو کر خدانخواستہ گرنے کے بہت فکر کی ضرورت ہے، یہ آپ کی ترقی و اصلاح کی ابتداء ہے اور اس مرحلے میں عزائم شریعت پر عمل کرنا اس کے لوازمات میں سے ہے،۔۔۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی دولت و نعمت عطا کی ہے، ارشاد کا منصب ایک بہت ہی بڑا منصب ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی نیابت ہے، لہٰذا اس میں ڈرنے کی ضرورت ہے، لیکن تواضع رکھو، اپنے کو کچھ نہ سمجھنا دل سے اور دل ہی میں ہونا چاہیے لیکن اللہ کی رضا کیلئے افشاء طریقہ پر حریص بھی ہونا چاہیے۔۔۔"[79]

آپؒ خلافت کے بعد خلفا کو تربیت السالک، ارشاد الملوک اور اکمال الشیم کو مطالعہ میں رکھنے کی تاکید کیا کرتے تھے، چنانچہ مولانا یوسف لدھیانویؒ کو خلافت دیتے وقت تحریر فرماتے ہیں: "۔۔۔توکلاً علی اللہ آپ کو بیعت کی اجازت دیتا ہوں، جو کوئی طالب آئے اس کو بیعت کیا کریں، تربیت السالک، ارشاد الملوک اور اکمال الشیم اپنے مطالعہ میں رکھیں، آپ بیتی نمبر6 میں جو اجازت کے متعلق مضموت ہے اس کو بھی مطالعہ میں

رکھیں۔۔۔۔"[80]، مولانا عزیز الرحمان صاحب کو حضرت شیخؒ کے حکم سے حضرت صوفی محمد اقبال صاحب تحریر فرماتے ہیں:"۔۔اکمال، ارشاد، مکتوبات رشیدیہ سب کتب آپ کے پاس ہیں، آپ نے لکھا کہ حضرت مدنیؒ کے مکتوبات تصوف پڑھ رہا ہوں بہت ہی اچھا ہے۔۔۔"[81]۔

خلاصہ:

1۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ جہاں علم حدیث اور فقہ کے ماہر کے طور پر جانے جاتے ہیں وہاں آپؒ اپنے دور میں تصوف کے بھی امام مانے جاتے تھے۔

2۔ شیخ الحدیثؒ نے جہاں علم حدیث، تفسیر اور فقہ میں گرانقدر تصانیف تحریر کیں ہیں وہاں سلوک و تصوف میں بھی عظیم الشان کتابیں لکھی ہیں۔

3۔ مجال حدیث میں ہزاروں شاگرد تیار کرنے کیساتھ ساتھ سلوک و تصوف کے لائن میں بھی لاکھوں مریدین کے روحانی مرشد رہے۔

4۔ آپؒ نے روایتی خانقاہی نظام سے ہٹ کر ایک الگ طریقے سے مریدین کی اصلاح کا کارنامہ سرانجام دیا ہے، آپؒ اپنے مریدین کو دوسرے وظائف کی نسبت درود شریف اور ذکر اللہ کی کثرت کیساتھ ساتھ اتباع سنت پر زیادہ زور دیا کرتے تھے۔

5۔ ایک عظیم محدث ہونے کیساتھ ساتھ آپؒ وقت کے عظیم اور نامور صوفی بھی تھے، آپؒ کے صرف خلفاء کی تعداد 100 سے اوپر ہے۔

حوالہ جات

[1] ۔ شیخ الحدیث، مولانا زکریا، آپ بیتی، معہد الخلیل الاسلامی، 1/71

[2] ۔ آپ بیتی، 1/108

[3] ۔ دو عظیم انسان، مفتی انیس احمد مظاہری، مکتبہ حبیبیہ رشیدیہ لاہور، ص 12، 11

[4] ۔ آپ کے شیخ و مرشد اور استاد تھے، مظاہر العلوم سہارپور کے صدر مدرس تھے، بذل المجہود جیسے عظیم کتاب کے مصنف تھے، آپ کی تفصیلی حالات کیلئے ملاحظہ ہو "تذکرۃ الخلیل" از مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ۔

[5] ۔ آپ بیتی، 1/71

[6] ۔ آپ بیتی، 1/70

[7] ۔ مکتوبات شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ، ڈاکٹر اسماعیل میمن، دارالاشاعت کراچی، ج1، ص73

[8] ۔ حوالہ بالا، ص85

[9] ۔ حوالہ بالا ص144

[10] ۔ حوالہ بالا، ص156

[11] ۔ حوالہ بالا، ص213

[12] ۔ حوالہ بالا، ص253

[13] ۔ حوالا بالا، ص259

[14] ۔ حوالہ سابقہ، ص80

[15] ۔ حوالہ سابقہ، ص148

[16] ۔ حوالہ بالا، ص279

[17] ۔ حوالہ بالا، ص416

[18] ۔ مکتوبات شیخ الحدیث ج2، ص307

[19] ۔ حوالا بالا، ج2، ص523

[20] ۔ مکتوبات شیخ الحدیث ج1، ص41

[21] ۔ حوالہ بالا، ص42

[22] ، حوالہ سابقہ، ص43

[23] ۔ حوالہ سابقہ، ص44

[24] ۔ ھوالہ سابقہ، ص48

[25] ۔ مکتوبات شیخ الحدیث، ج2، ص328

[26] ۔ حوالہ سابقہ، ج1، ص63

[27] ۔ حوالہ بالا، ص111

[28] ۔ حوالہ بالا، ص112

[29] ۔ حضرت صوفی محمد اقبال صاحبؒ حضرت شیخؒ کے معتمد، خادم خاص اور خلیفہ مجاز تھے، 1926 کو ہندوستان کے شہر ہوشیار میں پیدا ہوئے، 17 جولائی 2000ء کو مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے، جنت البقیع شریف میں مدفون ہیں۔

[30] ۔ خط کا صرف وہ حصہ نقل کیا گیا ہے جو اوراد و وظائف سے متعلق ہے۔

[31] ۔حوالہ سابقہ،ص114

[32] ۔حوالہ سابقہ،ص142

[33] ۔حوالہ بالا،ص159

[34] ۔حوالہ بالا،ص160

[35] ۔حوالہ سابقہ،ص273

[36] ۔حوالہ بالا،ص297

[37] ۔حوالہ بالاص403

[38] ۔حوالہ بالا،ص416

[39] ۔حوالہ بالا،ؤ273

[40] ۔حوالہ بالا،ص432

[41] ۔مکتوبات شیخ الھدیث،ج2،ص419

[42] ۔حوالہ بالا۔ج2،ص438

[43] ۔مکتوبات شیخ الحدیث،ض2،ص202

[44] ۔مکتوبات شیخ،ج1،ص552

[45] ۔مکتوبات شیخ الحدیث م ج2،ص414

[46] ۔مولاناصباح الدینؒ1913 میں دیسنہ بہار میں پیداہوئے،پٹنہ کالج سے بی اے کیا،مدرسہ شمس الھدی سے تعلیم حاصل کی ،1935 میں سید سلیمان ندویؒ کی دعوت پر دارالمصنفین اعظم گڑھ کے رفقاء میں شامل ہوئے۔اسلامی عہد کی تاریخ،بزم مملوکیہ،بزم صوفیاء،وغیرہ کتابوں کے مصنف ہیں،حضرت شیخؒ کے مرید تھے،18نومبر1987 کوایک حادثے میں انتقال فرماگئے۔

[47] ۔مکتوبات شیخ الحدیث،ض2،ص214

[48] ۔مکتوبات شیخ الحدیث ج2،ص218

[49] ۔اس سے مراد مفتی تقی عثمانی صاحب اور مفت رفییع عثمانی صاحب ہیں۔

[50] ۔آپ بیتی،ج2،ص1455

[51] ۔مکتوبات شیخ الحدیثؒ،ج2ص149

[52] ۔حوالہ سابقہ،ج2،ص452

[53] ۔حوالہ سابقہ، ج2، ص496

[54] ۔مکتوبات شیخ الحدیث، ج2، ص527

[55] ۔آپ بیتی، ج2، ص1450

[56] ۔آپ بیتی ج2، ص1450

[57] ۔مکتوبات شیخ الحدیثؒ، ج2، ص116

[58] ۔حوالہ بالا، ص300

[59] مکتوبات شیخ الحدیث، ج2، ص،145، 144

[60] ۔مکتوبات شیخ الحدیث ج2، ص147

[61] ،حوالہ بالا، ج2، ص149

[62] ۔مکتوبات شیخ الحدیث، ج2، ص124

[63] ۔مکتوبات شیخ الحدیث، ج1، ص70

[64] ۔مکتوبات شیخ الحدیث ج، 1، ص280

[65] ۔حوالہ بالا، ج1، ص527

[66] ۔حوالہ بالا، ج2، ص355

[67] ۔مکتوبات شیخ الحدیث، ج1، ص551

[68] ۔مکتوبات شیخ الحدیث، ج1، ص551

[69] ۔مکتوبات شیخ الحدیث، ج2، ص214

[70] ۔مکتوبات شیخؒ، ج2، ص413

[71] ،اس واقعہ کی تفصیل آگے ایک مکتوب میں آرہا ہے۔

[72] ۔مکتوبات شیخؒ، ج1، س232

[73] ۔خلیفہ حضرت شیخ الحدیث

[74] ۔مکتوبات، ج1، ص438

[75] ۔مکتوبات شیخ الحدیث، ج2، ص262

[76] ۔تذکرۃ الرشید، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا سوانح حیات ہے جسے آپ کے مرید مولانا عاشق الٰہی میر ٹھیؒ نے مرتب کیا ہے۔

[77] ۔مکتوبات شیخ الحدیثؒ، ج2، ص264

[78] ۔ حضرت شیخؒ کے خلیفہ اعظم تھے، حضرتؒ کی علالت یا مصروفیت کی صورت میں حضرت کی طرف سے بعض خطوط حضرت شیخؒ کے حکم سے آپؒ لکھتے تھے۔

[79] ۔ مکتوبات شیخ الحدیث، ج1، ص552

[80] ۔ حوالہ بالا ج2، ص264

[81] ۔ حوالہ بالا، ج1، ص552